

شعائر اسلام اور عربی تہذیب و ثقافت کی کتاب اطفال و نوجوانوں کے لیے

شعائر کے چھ روزے

اہلیت جامعیت معارف و بحکات اعمال و وظائف

مکمل و مرتب

محمد فروز گادری چراکوٹی

دلائل یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ



ناشر

رفاعی مشن | ٹاسک | اکھیرنا، ممبئی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عالم و عارف ربانی، فقیہ اسلام، امام احمد ابن رجب حنبلی (م ۷۹۵ھ)
کی مایہ ناز کتاب 'لطائف المعارف' کے ایک اہم باب کا ترجمہ

سُنس عِب (سُووَال

کے چہ) رُوَزے

اہمیت و جامعیت، نکات و معارف، اور علمی اختلاف

-: ترجمہ و ترتیب :-

البورفقہ محمد افروز قادری چریا کوٹی
دلاس یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، جنوب افریقہ

بَابِي أَنْتَ وَأُمِّي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ

تفصیلات

- نام کتاب : (الموسم العاشر من) لطائف المعارف ...
- مصنف : امام زین العابدین عبدالرحمن بن احمد ابن رجب حنبلی [۷۹۵ھ]
- نام ترجمہ : شش عیدِ روزے [اہمیت و جامعیت، اور معارف و نکات]
- مترجم : ابو رفیقہ محمد افروز قادری چریا کوئی عقی عنہ
دلاس یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ
- غایت : فیوض و برکاتِ شوال سے متمتع کرانے کی عاجزانہ و مخلصانہ کوشش
- تصویب : مفکر اسلام، مصلح ملت علامہ مفتی محمد عبدالمبین نعمانی قادری دام ظلہ
- تشجیع : محب گرامی قدر، مکرمی زوہیب حسن عطاری، پاکستان
- صفحات : چوبیس (24)
- اشاعت : 2020ء - 1441ھ
- قیمت :
- تقسیم کار : رفاعی مشن [ناسک]، ممبئی

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

حدیث دل

الحمد لله رب العالمين ، والصلوة والسلام على سيد الانبياء
والمرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين ومن تبعهم باحسان
الى يوم الدين وعلينا معهم يا رب العالمين . أما بعد !

اللہ تعالیٰ بڑا جواد و کریم اور اپنے بندوں پر ہزار شفیق و رحیم ہے۔ خالق و مالک پروردگار سے بڑھ کر بھلا انسانوں کی نفسیات و طبائع کا واقف کار کون ہوگا!، اور پھر اسی نے تو حرص و طمع کو بندوں کی جبلت میں رکھا ہے۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جن باتوں پر وعدہ جنت ہو یا جن چیزوں میں اجر و ثواب زیادہ ہو، بندہ فطرتاً اس کی طرف تیزی سے لپکتا ہے اور اسے کر گزرنے پر فوراً آمادہ ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے شریعت اسلامیہ نے بیشتر اعمال کے بدلہ وصلہ کو دو ٹوک انداز میں بیان فرما دیا ہے؛ تاکہ بندہ شرح صدر اور دل و دماغ کے کامل جھکاؤ کے ساتھ ان کی انجام دہی کرے اور رب کریم سے اس کے اجر و ثواب کا آرزو مند رہے۔

ذرا دیکھیے کہ یہ اللہ جل مجدہ کی کرم نوازی ہی تو ہے کہ ادھر رحمت و برکت اور مغفرت و بخشش والا عظیم الشان مہینہ رمضان اپنی بساط لپیٹا ہے تو ادھر ماہ شوال بندوں کے لیے عظیم و جلیل نوید و بشارت لیے حاضر ہو جاتا ہے۔ اس کا مقصد بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ رمضان المبارک کے اندر بندوں نے عبادت و ریاضت اور ذکر و کار میں ذوق و شوق کا جو سماں بندھا تھا، وہ پسِ رمضان یکسر پھیکا نہ پڑ جائے بلکہ اس کی کچھ کیفیت اور دلچسپی کسی نہ کسی طور پورے سال قائم و باقی رہے۔

احادیث میں شوال المکرم کے چھ روزوں کی بڑی اہمیت و فضیلت بیان ہوئی ہے، جن کا تفصیلی و تحقیقی ذکر زیر نظر کتاب کے اندر آ رہا ہے۔ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت مرحومہ کو بشارت و خوش خبری دی ہے کہ ماہِ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے والا اس قدر اجر و ثواب کا حق دار ہوتا ہے کہ گویا اس نے پورے سال روزے رکھے۔

اللہ تعالیٰ کے کریمانہ قانون کے مطابق ایک نیکی کا ثواب کم از کم دس گنا ملتا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری ہے :

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا . (سورة الانعام: ۱۶۰۶)
جو شخص ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔

تو اس طرح جب کوئی ماہِ رمضان کے روزے رکھے گا تو اسے دس مہینوں کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ پھر جب وہ شوال کے چھ روزے رکھے گا تو ساٹھ دنوں کے روزوں کا ثواب ملے گا، اس طرح کل مل کر بارہ مہینوں یعنی ایک سال کے برابر ثواب ہو جائے گا۔

بلاشبہ تزکیہ نفس، عمل پر مداومت اور مسلسل عبادات مومن کی میراث ہے۔ جہدِ پیہم اور اخلاصِ محکم کے ذریعہ بندہ معمولی عمل سے رب کو پالیتا ہے اور اس کی رضا حاصل کر کے رحمت و مغفرت کا سزاوار بن جاتا ہے۔ شوال کے چھ روزے بھی انہیں غنیمت کے اعمال میں سے ہیں جنہیں سرانجام دینے کی بندے کو بہر صورت کوشش کرنی چاہیے۔

اس تعلق سے مشہور احادیث کے علاوہ ایک حدیث میں یہاں تک آیا ہے کہ شوال کے چھ روزے رکھنے والا نومولود کی طرح گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر چھ دن شوال میں رکھے تو گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ (مجمع الزوائد: ۳۱)

(۲۳۵ رقم الحدیث: ۵۱۰۲)

یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ہم پر خاص الخاص فضل و احسان ہی تو ہے کہ اس نے ہمارے لیے یہ فضیلتیں رکھی ہیں کہ رمضان کے بعد چھ روزے شوال میں بھی رکھ لیں تو ہمیں نہ صرف پورے سال کا ثواب مل جائے گا، بلکہ ہم گناہوں سے بھی پورے طور پر پاک و صاف ہو جائیں گے۔ لہذا ہمیں اللہ کے اس فضل و کرم سے خوب فائدہ اٹھانا چاہیے اور یہ سنہری موقع کبھی ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے۔

شوال کے چھ روزے مسلسل رکھنے کا کہیں ذکر نہیں؛ تاہم یہ روزے عید کے فوراً بعد لگاتار رکھے جائیں، تب بھی کوئی مضائقہ نہیں؛ تاہم بہتر یہ ہے کہ متفرق (ناغہ کر کر کے) رکھے جائیں، یعنی ہر ہفتہ میں دو روزے اور عید الفطر کے دوسرے روز ایک روزہ رکھ لے اور پورے ماہ میں رکھے تو اور بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بس اس بات کا اہتمام ہونا چاہیے کہ ان چھ روزوں کی تعداد شوال میں ہی مکمل ہو جانی چاہیے۔ الغرض! عید الفطر کا دن چھوڑ کر سارے مہینے میں جب چاہیں شش عید کے روزے رکھ سکتے ہیں۔

احادیث طیبہ میں شوال کے چھ روزوں کے واجب ہونے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے؛ اس لیے امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ شوال کے چھ روزے فرض یا واجب نہیں بلکہ مسنون و مستحب ہیں۔ اسی طرح ہمیں اس کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ جن کے رمضان کے فرض روزے بیماری، سفر یا کسی اور وجہ سے رہ گئے ہوں، وہ پہلے فرض روزوں کی قضا کریں، پھر اس کے بعد شوال کے چھ نفلی روزے رکھیں۔ تاہم اگر قضا روزے شوال میں نہ رکھ سکا تو آئندہ کسی بھی ماہ میں رکھ سکتا ہے؛ لیکن فرض کا قرض سر سے جلد اُتار دینا اچھا ہے۔

اب ایک اور اختلافی مسئلہ یہ ہے کہ رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا سے قبل شوال کے چھ روزے رکھنے سے پورے سال روزہ رکھنے کی فضیلت حاصل ہو جائے گی یا نہیں؟۔ تو ہمیں اللہ کی ذات عالی سے یہی اُمید ہے کہ رمضان کے فوت شدہ روزوں کی

قضا سے قبل بھی شوال کے چھ روزے رکھنے کی فضیلت حاصل ہو جائے گی، ان شاء اللہ۔

نوٹ: اگر کسی شخص نے ان چھ روزوں کو رکھنا شروع کیا؛ لیکن کسی وجہ سے ایک یا دو روزہ رکھنے کے بعد دیگر روزے نہیں رکھ سکا، تو اس پر باقی روزوں کی قضا ضروری نہیں ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص ہر سال ان روزوں کے رکھنے کا اہتمام کرتا ہے؛ مگر کسی سال نہ رکھ سکے تو وہ گناہگار نہیں ہوگا، اور نہ ہی اس پر ان روزوں کی قضا واجب ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ: مشہور ہے کہ احناف کے نزدیک شوال کے چھ روزے مکروہ ہیں، اور امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے اس کی کراہت کا قول کیا ہے۔ زیر نظر کتاب لطائف المعارف کے اندر بھی یہ قول امام اعظم اور امام بو یوسف کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے؛ اس لیے ضروری معلوم ہوا کہ یہاں اس شبہ کا ازالہ کر دیا جائے۔ وباللہ التوفیق

فقہ حنفی کی معتبر کتب کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کی طرف شش عیدی روزے کی کراہت کے قول کا انتساب درست نہیں، بلکہ یہ امام اعظم ابوحنیفہ پر لگائے گئے دیگر بہت سے الزامات و اتہامات کی طرح محض ایک الزام ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ فقہ حنفی میں صحیح راجح اور مفتی بہ قول کے مطابق ماہ رمضان کے روزے کے بعد عید الفطر کا دن چھوڑ کر ماہ شوال میں چھ روزے رکھنا مستحب و سنت ہے، مکروہ ہرگز نہیں۔

صاحب ہدایہ علامہ مرغینانی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ 'مرغوب و پسندیدہ روزوں میں شوال کے چھ روزے بھی ہیں'۔ (رسالہ: تخریر القوال فی صوم الست من شوال من مجموعۃ رسائل العلامة قاسم بن قطلوبغا، ص: ۳۸۶، مطبوعہ دار النوادر، کویت)

فتاویٰ عالمگیری میں البحر الرائق کے حوالے سے ہے :

والأصح أنه لا بأس به وتستحب الستة متفرقة كل أسبوع يومان ويكره صوم الوصال وهو أن يصوم الستة كلها ولا يفطر في الأيام المنهي عنها وإذا أفطر في الأيام

المنهية المختار أنه لا بأس به . (فتاویٰ عالمگیری: ج ۱ ص ۲۲۱- کتاب الصوم
باب فیما یکرہ للصائم وما لا یکرہ)

حاصل عبارت یہ ہے کہ صحیح ترین قول کے مطابق شوال کے چھ روزے رکھنے
میں کوئی حرج نہیں۔ اس بارے میں دو قول ہیں: ۱- مکروہ۔ ۲- مستحب۔ اگر
کوئی شخص عید کے دن بھی روزہ رکھے، تو یہ مکروہ ہے اور اگر عید کا دن چھوڑ کر بعد
میں رکھے تو مستحب ہے۔

بدائع الصنائع میں ہے :

والاتباع المکروہ هو أن یصوم یوم الفطر ویصوم بعده خمسة
ایام، فأما إذا فطر یوم العید ثم صام بعده ستة أيام فلیس
بمکروہ؛ بل هو مستحب وسنة .

یعنی اتباع مکروہ یہ ہے کہ آدمی عید الفطر کے دن روزہ رکھے اور اس کے بعد
پانچ دن روزے رکھے۔ لیکن اگر کسی نے عید الفطر کے دن افطار کیا، پھر اس کے
بعد چھ دن روزے رکھے، تو یہ مکروہ نہیں؛ بلکہ مستحب وسنت ہے۔ (بدائع الصنائع
: ج ۲- ص ۲۱۵ کتاب الصوم، الصیام فی الايام المکروہ)

علامہ حکفی نے درمختار میں ابن کمال کے توسط سے وہی مضمون نقل فرمایا ہے جو اوپر
بدائع کے حوالے سے ذکر کیا گیا، یعنی عید الفطر کا دن چھوڑ کر ماہ شوال میں چھ روزے رکھنا
مستحب وسنت ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ علامہ شامی نے اپنے حاشیہ میں اسے نہ صرف
برقرار رکھا بلکہ متعدد کتابوں کے حوالے سے اسے مزید موکد فرما کر کراہت کے قول کی سخت
تردید کی ہے۔ ذیل میں صرف درمختار کی عبارت پیش کی جاتی ہے :

والاتباع المکروہ أن یصوم الفطر وخمسة بعده فلو أفطر لم
یکره بل یستحب ویسن . (درمختار مع رد المحتار: ج ۳ ص ۲۸۵ تا ۲۸۶ کتاب
الصوم: مطلب فی صوم الاست من شوال)

خلاصہ بحث یہ ہے کہ شوال کے چھ روزے عند الاحناف مستحب و مسنون ہیں۔ باقی جہاں ان کو مکروہ کہا گیا ہے وہ مطلق نہیں بلکہ یہ حکم خاص صورتوں کے متعلق ہے، جیسے اگر کوئی شخص ایک روزہ عید کے دن رکھے اور پانچ بعد میں تو یہ مکروہ ہے۔ اسی طرح جو شخص ان روزوں کو رمضان کی طرح فرض سمجھے تو یہ فرض سمجھ کر رکھنا مکروہ ہے۔ ورنہ اگر کوئی شخص عید الفطر کے دن کو چھوڑ کر اور رمضان کی طرح فرض سمجھے بغیر شوال کے چھ روزے رکھتا ہے تو یہ مکروہ نہیں بلکہ مسنون و مستحب ہے۔ احناف کے نزدیک راجح یہی قول ہے۔

کچھ کتاب کی بابت: زیر نظر کتاب میں علامہ ابن رجب حنبلی نے شوال المکرم کے چھ روزوں کی اہمیت و جامعیت کو جس منفرد و دل نشیں انداز میں پیش کیا ہے اور ان کے متعلق جن معارف و نکات سے پردہ اٹھایا ہے وہ بلاشبہ علامہ موصوف ہی کا حصہ ہے۔ اس موضوع پر اس سے تفصیلی بحث شاید ہی کسی نوشتے میں آپ کو ملے۔ ساتھ ہی اہل علم کے اختلاف و آرا کو بیان کرنے کے بعد جمہور کے موقف کو علامہ موصوف نے نہایت شاندار انداز میں پیش کیا ہے۔

احباب کے اصرار اور اس خاص باب کی بے پایاں اہمیت کے پیش نظر اسے الگ سے کتابی شکل دیے جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب کریم اس عمل کو خاص اپنی اور اپنے پیارے محبوب کی رضا کے لیے قبول فرمائے اور دونوں جہاں کی سرخروئی بڑھانے والا اعمال انجام دینے کی توفیق ہمارے رفیق حال کر دے۔ آمین بجاہ صفوة الخلائق اجمعین علیہ وعلیٰ آلہ اکرم الصلوٰۃ والتسلیم

مخارج العلم والعلماء

محمد افروز قادری چریا کوئی

۶ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ / ۳۰ مئی ۲۰۲۰ء



شش عید (شوال کے چھ) روزے

شوال کے چھ روزوں سے پورے سال روزے کا ثواب: صحیح مسلم میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صام رمضان ثم أتبعه ستا من شوال كان كصيام الدهر. (صحیح

مسلم، رقم الحدیث: ۱۱۶۴..... سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۷۵۹..... ابوداؤد، رقم الحدیث: ۲۴۳۳)

یعنی جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے فوراً بعد شوال کے چھ

روزے رکھے، تو وہ ایسا ہے گویا کہ اس نے پورا سال روزے رکھے۔

اس حدیث اور اس کو رنگ عمل کے تعلق سے اہل علم کی مختلف آرا ہیں۔

بعض محدثین کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ موقوف ہے۔ یہ قول

ابن عیینہ وغیرہ کا ہے۔ اور اسی کی طرف امام احمد بن حنبل کا بھی میلان ہے۔ جب کہ بعض

محدثین نے اس کی سند میں کلام کیا ہے۔

باقی رہا اس حدیث پر عمل تو اکثر علما نے شوال کے چھ روزوں کو مستحب قرار دیا ہے،

جن میں حضرت ابن عباس، طاؤس، شععی، اور میمون بن مہران رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ اور

یہی قول ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق کا بھی ہے۔ بقیہ دوسرے حضرات نے

ان روزوں سے انکار کیا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے جب ان چھ روزوں کا ذکر کیا جاتا تو فرماتے کہ

اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس مہینے پر رحم فرمائے کہ اس مہینے کی وجہ سے پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب مل جاتا ہے۔

منکرین کے شبہ کی توجیہ: ممکن ہے کہ جن لوگوں نے ان روزوں کا انکار کیا ہے وہ ایسے لوگوں کے لیے ہو جو شوال کے چھ روزوں کو واجب سمجھتے ہوں اور جس طرح رمضان کے روزے فرض ہیں، اسی طرح ان کو بھی فرض سمجھتے ہوں کہ ان کے بغیر رمضان کے روزے نامکمل تصور کیے جائیں گے۔ ظاہری کلام بھی اسی پر دلالت کر رہا ہے۔

ان چھ روزوں کے تعلق سے سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ، اور ابو یوسف نے کراہت کا قول کیا ہے۔ ان کے اصحاب نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس میں اہل کتاب سے مشابہت ہوتی ہے کہ وہ لوگ اپنے فرض روزوں میں کچھ ایسی زیادتی کر لیا کرتے تھے کہ جو ان روزوں میں شامل نہ ہوتی تھی۔

جب کہ ان کے متاخرین مشائخ میں سے اکثر کا موقف یہ ہے کہ ان روزوں کے رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ وقفہ افطار، عید الفطر کے مبارک دن سے حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ بات صاحب کافی نے ان سے نقل کی ہے۔

ابن مہدی بغدادی (م ۴۱۰ھ) ان روزوں کو مکروہ سمجھتے تھے؛ لیکن منع نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح امام مالک نے بھی ان روزوں کو مکروہ قرار دیا ہے۔ موطا کے اندر انھوں نے لکھا ہے کہ میں نے کسی عالم اور فقیہ کو یہ چھ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے، اور نہ مجھے اسلاف میں سے کسی بزرگ کے بارے میں کوئی خبر پہنچی ہے کہ وہ یہ روزے رکھتے تھے اور یہ کہ علما بھی ان روزوں کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔

ان حضرات کے نزدیک اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں یہ روزے بدعت نہ بن جائیں کہ رمضان کے ساتھ ایسی چیز کو ملایا جا رہا ہے کہ جو اس میں سے نہیں ہے اور یہ کام جاہل حضرات کا ہے کہ جب وہ اہل علم کو یہ چھ روزے رکھتے دیکھیں گے تو ان چھ روزوں کو

رمضان کے ساتھ ملا ماریں گے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ امام مالک خود یہ روزے رکھا کرتے تھے، مکروہ قرار دینے کی وجہ صرف یہ ہو سکتی ہے کہ ان کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں ان روزوں کو فرض نہ سمجھ لیا جائے اور رمضان میں ایسی زیادتی نہ ہو جائے جو اس میں سے نہیں ہے۔ باقی وہ لوگ جو ان روزوں کو مستحب قرار دیتے ہیں تو ان کے نزدیک ان روزوں کے رکھنے کی کیفیت میں باہم اختلاف ہے۔ چنانچہ اس بارے میں تین معروف قول ملتے ہیں :

شوال کے چھ روزوں کی ابتدا کب اور کیسے؟

پہلا قول یہ ہے کہ شوال کے روزے شوال کے شروع ہی سے رکھنا مستحب ہے، تاکہ رمضان کے ساتھ جوڑ ملا رہے۔ یہ قول امام شافعی اور ابن مبارک کا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے: جس شخص نے عید الفطر کے بعد پے در پے چھ روزے رکھے وہ ایسا ہے گویا اس نے پورا سال روزے رکھے۔ یہ روایت طبرانی وغیرہ کی ضعیف سند سے ہے۔ یہ روایت موقوفاً بھی آئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بھی اسی بارے میں ذکر کیا گیا ہے؛ لیکن اس کی سند بھی ضعیف ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ پے در پے رکھے، یا الگ الگ کر کے رکھے، اس میں کوئی فرق نہیں، دونوں برابر ہیں۔ یہ قول امام وکیع اور امام احمد کا ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ یہ روزے عید الفطر کے فوراً بعد نہیں رکھے جائیں گے؛ کیوں کہ وہ دن تو کھانے پینے کے ہیں؛ لہذا ایام بیض سے پہلے تین روزے رکھنے چاہئیں اور تین روزے ایام بیض کے بعد رکھے جائیں۔ یہ قول امام معمر اور عبدالرزاق کا ہے۔

حضرت عطا سے بھی یہی مروی ہے، یہاں تک کہ ان سے یہ روایت بھی ہے کہ جس شخص پر رمضان کے روزوں کی قضا واجب تھی، پھر وہ قضا روزے رکھ کر متصل ہی نفلی روزے رکھنے شروع کر دے تو ایسا کرنا بھی مکروہ ہے۔ انھوں نے یہاں بھی ان دونوں قسم

کے روزوں کے درمیان وقفہ دینے کا حکم دیا ہے، اگرچہ یہ قول شاذ ہے۔

اکثر علما کا مذہب یہ ہے کہ عید الفطر کے دوسرے دن روزہ رکھنا مکروہ نہیں ہے۔ ان کی تائید حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہو رہی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا: تو افطار کر لے (یعنی عید کر لے) تو اگلے دن روزہ رکھ لینا۔ اس روایت کو ہم نے شعبان کے آخری روزوں کے بیان میں ذکر کیا ہے۔

صحابہ اور تابعین کی جس جماعت نے روزوں پر مداومت کی ہے تو وہ حضرات عیدین کے علاوہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ حضرت ام سلمہ اپنے گھر والوں سے فرمایا کرتی تھیں کہ جس شخص پر رمضان کے روزے ہوں تو اب اسے چاہیے کہ عید کے اگلے دن سے ہی روزے رکھنا شروع کر دے۔ یہ اس طرح ہے گویا کہ اس نے رمضان ہی میں روزہ رکھا؛ لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔

شعبی فرماتے ہیں کہ میں رمضان کے بعد ایک روزہ رکھوں، یہ مجھے تمام زمانہ روزہ رکھنے سے زیادہ محبوب ہے۔ یوں ہی سند ضعیف سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس شخص نے عید الفطر کے بعد ایک دن روزہ رکھا؛ گویا اس نے سارے سال روزہ رکھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ضعیف سند سے مرفوعاً روایت ہے کہ رمضان کے بعد روزہ رکھنے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ پلٹ کر حملہ کرنے والا۔

شوال کے مکمل مہینے کے روزے: باقی رہے مکمل شوال کے روزے تو اس بارے میں ایک قریشی سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

من صام رمضان وشوالاً والأربعاء والخميس دخل الجنة .

(مسند احمد بن حنبل: ۳/۲۱۶..... مجمع الزوائد: ۳/۱۹۰)

یعنی جس شخص نے رمضان، شوال اور بدھ، جمعرات کے روزے رکھے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اسے امام احمد اور امام نسائی نے روایت کیا ہے۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے مسلم قریشی کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ذکر کی ہے کہ بارگاہ رسالت میں زندگی بھر کے روزوں کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

إِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَصِمِ رَمَضَانَ وَالَّذِي يَلِيهِ وَكُلْ أَرْبَعَةَ
وَحَمِيسٍ فَبِإِذَا أَنْتَ قَدْ صَمْتَ الدَّهْرَ وَأَفْطَرْتَ . (سنن ابوداؤد، رقم
الحدیث: ۲۳۳۲..... سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۷۴۸)

یعنی تمہارے گھر والوں کا بھی تم پر حق ہے؛ لہذا تم رمضان اور اس سے ملے ہوئے مہینے کے روزے رکھ لیا کرو۔ اس کے ساتھ ہر بدھ اور جمعرات کا روزہ بھی رکھا کرو۔ اس صورت میں تم زندگی بھر روزہ رکھنے والے اور افطار کرنے والے ہو جاؤ گے۔

ابن ماجہ نے منقطع سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ حرمت کے مہینوں کے روزے رکھا کرتے تھے، ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم شوال کے روزے رکھا کرو۔ اس پر انہوں نے حرمت کے دنوں کے روزے رکھنا چھوڑ دیا اور ہمیشہ شوال کے ہی روزے رکھتے رہے؛ یہاں تک کہ راہی ملک بقا ہوئے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۱۷۴۳)

ابویعلیٰ موصلی نے متصل سند سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں سال میں ایک مہینہ روزے رکھا کرتا تھا تو مجھ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شوال میں روزے کیوں نہیں رکھتے!، چنانچہ اس کے بعد حضرت اسامہ عید الفطر کے اگلے دن سے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے اور آخر شوال تک روزہ رکھتے رہتے۔ (کنز العمال: جلد ۸، رقم الحدیث: ۲۴۵۸۸)

شوال کے روزے بھی شعبان کے روزوں ہی کی طرح ہیں؛ کیوں کہ دونوں مہینے

رمضان کے مہینے سے قریب ہیں بلکہ اس سے ملے ہوئے ہیں۔ یہ بات ہم شعبان کے روزوں کی فضیلت میں ذکر کر چکے ہیں کہ شعبان اور شوال کے مہینے کے روزے حرمت کے مہینوں کے روزوں سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں اور اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

پورے سال کے روزے کا فلسفہ: جو شخص رمضان کے روزے رکھتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ شوال کے بھی چھ روزے رکھ لیتا ہے تو یہ ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے؛ کیوں کہ نیکی کا صلہ دس گنا ملتا ہے۔ چنانچہ اس بات کی تفسیر و تشریح حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہو رہی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صيام رمضان بعشرة أشهر وصيام ستة أيام بشهرين فذلك
صيام سنة. (مسند احمد بن حنبل: ۲۸۰/۵.....صحیح ابن حبان: ۲۵۸/۵.....الترغیب
والترہیب: ۱۱۰/۲)

یعنی رمضان کا مہینہ دس مہینوں کے برابر ہوگا، اور چھ دنوں کے روزے دو مہینوں کے برابر ہوں گے۔ اس طرح یہ پورے سال کے روزے کہلائیں گے۔

یہ روایت امام احمد، اور نسائی نے ذکر کی ہے۔ اسی روایت کو ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے، جس کو حضرت ابو حاتم رازی نے صحیح قرار دیا ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ احادیث میں اس سے بڑھ کر زیادہ صحیح روایت کوئی نہیں ہے۔ دوسری روایتوں میں توقف ہے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ رمضان کا مہینہ تیس کا ہو یا انتیس کا۔ بعض علما نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول 'کہ عید کے دو مہینے یعنی رمضان اور ذی الحجہ کم نہیں ہوتے' کو اسی پر محمول کیا ہے۔ (یعنی مہینہ انتیس کا ہو یا تیس کا، ثواب بہر حال مکمل مہینہ یعنی تیس دن کا ملتا ہے)۔ (صحیح بخاری: ۱۲۴/۲.....صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۰۸۹.....سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۲۳۲۳)

بعض علما فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ مہینے کا آخری کامل ہے، چاہے مہینہ تیس کا ہو یا انتیس کا۔ بہر حال! جب بھی رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے گا تو اس کو ہمیشہ

روزہ رکھنے والے کے برابر ہی گنا جائے گا۔ (جامع الاصول: ۶/۲۸۳)

حضرت اسحاق بن راہویہ رمضان کے مہینے کو ناقص کہنے کو مکروہ سمجھتے تھے، اگرچہ وہ اسی دن کا ہو، وجہ یہی حدیث تھی۔

ایک شبہہ اور اس کا ازالہ: اگر کوئی یہ کہے کہ اگر کوئی آدمی یہی چھ روزے شوال کے علاوہ کسی اور مہینے میں رکھ لے تب بھی تو یہی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے، تو ان چھ روزوں کو شوال کے ساتھ خاص کرنے کی کیا وجہ ہے؟۔

تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ شوال کے روزے فضیلت میں رمضان کے روزوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں؛ لہذا اب ان روزوں کا جو اجر ہوگا وہ ہمیشہ فرض روزہ رکھنے کا اجر ہوگا۔ یہی بات ابن مبارک وغیرہ نے ذکر کی ہے اور وہ ذکر کرتے ہیں کہ بعض احادیث میں امام ترمذی نے ذکر کیا ہے، شایدا ان کا اشارہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی طرف ہو کہ جس شخص نے عید الفطر کے اگلے دن کا روزہ رکھا، گویا اس نے رمضان ہی کا روزہ رکھا۔

صیام رمضان کے بعد دیگر روزوں کے فوائد: رمضان المبارک کا روزہ رکھنے کے بعد دوبارہ روزہ رکھنے کے چند فائدے ہیں :

پہلا فائدہ یہ ہے کہ شوال کے چھ دن کے روزے ہمیشہ روزہ رکھنے کا اجر پورا کر دیتے ہیں، جیسا کہ کچھلی سطور میں گزرا۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ شوال اور شعبان کے روزے ایسے ہی ہیں جیسے کہ فرض نمازوں سے پہلے اور بعد کی سنتیں ہوتی ہیں کہ ان سنتوں کی وجہ سے فرض کے اندر کمی کوتاہی کی بھرپائی ہو جاتی ہے؛ کیوں کہ فرائض روز قیامت نوافل کے ذریعہ کامل کیے جائیں گے، جیسا کہ اس بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعدد وجوہ سے احادیث آرہی ہیں۔

اکثر لوگوں کا حال یہ ہے کہ ان کے روزوں میں کمی کوتاہی کا ہو جانا ایک عام سی بات

ہے؛ لہذا وہ ایسی چیز کے حاجت مند ہوتے ہیں، جو ان کے روزے کی کمی کو دور کر دے اور ان کے اعمال کو مکمل کر دے۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہنے سے منع فرمایا ہے کہ آدمی یہ کہے کہ میں نے پورے رمضان کا روزہ رکھا، یا میں نے رمضان کی پوری راتوں کا قیام کیا۔ جس پر ایک صحابی نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ اس (فرمانِ رسالت) سے اپنے نفس کے تزکیے کی نفی مقصود ہے، یا واقعی غفلت اور کمی و کوتاہی ہو جاتی ہے۔ (سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۲۴۱۵..... سنن نسائی: ۱۳۰۶/۴..... جامع الاصول: ۱۱/۷۳۵)

حضرت عمر بن عبدالعزیز فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص صدقہ کرنے کے لیے کوئی چیز نہیں پاتا تو اسے چاہیے کہ روزہ رکھ لے۔

مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے پاس رمضان کے آخر میں صدقہ فطر دینے کے لیے کوئی چیز نہ ہو تو عید کے بعد روزہ رکھ لے؛ کیوں کہ گناہوں کی معافی میں روزہ کھانا کھلانے کے قائم مقام ہے، جیسا کہ یہی روزہ قسموں وغیرہ کے کفارے میں بھی رکھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر قتل اور رمضان میں جماع اور ظہار کے کفارے کے لیے۔

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد دوبارہ روزے رکھنا رمضان کے روزوں کی قبولیت کی بھی علامت ہے؛ کیوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جب کسی بندے کے عمل کو قبول فرماتا ہے تو اس کے بعد بھی بندے کو نیک اعمال کی توفیق عطا فرماتا ہے، جیسا کہ بعض کا قول ہے کہ نیکی کا ثواب اس کے بعد والی نیکی ہے؛ چنانچہ جس کسی نے کوئی نیکی کی، پھر اس کے بعد کوئی اور نیکی کی تو یہ پہلی نیکی کی قبولیت کی علامت ہے، جیسا کہ جس شخص نے کوئی نیک عمل کیا، پھر اس کے بعد برائے عمل کیا تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کی وہ نیکی مردود ہوگئی اور قبولیت کے درجے کو نہ پاسکی۔

چوتھا فائدہ یہ ہے کہ ماہ رمضان کے روزے پچھلے گناہوں کی معافی کا سبب ہیں، یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔ رمضان کے روزہ دار عید کے دن اپنا پورا پورا اجر حاصل کرتے ہیں کہ وہ انعامات کا دن ہے؛ لہذا عید کے بعد دوبارہ روزہ رکھنے میں اسی نعمت کا شکر ہے کہ

گناہوں کی معافی کی نعمت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں!۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا طویل قیام فرماتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک میں ورم آجاتا۔ آپ سے عرض کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے صدقے میں اُمت کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادیے ہیں، اس کے باوجود آپ خود کو اتنی مشقت میں کیوں ڈالتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں!۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۱۳۰..... صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۸۱۹..... سنن ترمذی، الحدیث: ۴۱۲)

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رمضان کے روزوں کی نعمت کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کریں اور شکر کی مختلف انواع بجالائیں، ارشاد باری ہے:

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ . (سورۃ بقرہ: ۱۸۵/۲)

اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کر سکو اور اس لیے کہ اس نے تمہیں جو ہدایت فرمائی ہے اس پر اس کی بڑائی بیان کرو اور اس لیے کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

پس بندے کو جن جن چیزوں کے شکر کی توفیق ملی ان میں ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو رمضان کے روزوں کی توفیق دے کر ان پر مدد بھی فرمائی، اور پھر روزے رکھنے کے بعد انہیں نوید مغفرت بھی سنائی؛ لہذا ان کے شکرے میں رمضان کے بعد بھی روزہ رکھنا چاہیے۔

سلف صالحین میں سے ایک بزرگ کا یہ معمول تھا کہ ان کو رات کے قیام کی نعمت مل جاتی تو اس کے شکرانے میں صبح روزہ رکھا کرتے تھے۔ ان کا یہ روزہ دراصل شب بیداری کی توفیق ملنے کے شکرے میں ہوا کرتا تھا۔

وہیب بن ورد سے بعض اعمال مثلاً طواف وغیرہ کے ثواب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ان کے ثواب کے بارے میں مت پوچھو بلکہ یہ پوچھو کہ وہ کون سی چیز

ہے کہ جو ان اعمال کی توفیق کے شکر پر ادا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اعمال کی توفیق بھی دی اور ان پر مدد بھی فرمائی۔ بقول شاعر

إذا أنت لم تزد علی کل نعمۃ

لم ولیکھا شکر ا فلسست بشاکر

یعنی اگر تو نے اپنے مالک و مولیٰ کی ہر نعمت پر شکرے میں فراوانی نہ دکھائی تو جان لے کہ تو اس کا شکر گزار بندہ نہیں ہے!

دین اور دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کو جتنی بھی نعمتیں عطا ہوئی ہیں، وہ سب کی سب محتاج ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔ پھر شکر کی توفیق بھی محتاج ہے کہ اس کا شکر ادا کیا جائے، پھر اس پر شکر کی توفیق بھی محتاج ہے کہ اس پر ایک اور شکر ادا کیا جائے اور یہ سلسلہ جاری و ساری رہے۔ پس بندہ اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے میں قادر نہیں ہے۔ چنانچہ شکر کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ شکر سے عاجز ہونے کا اعتراف کر لے، جیسا کہ ایک شاعر نے اس کی بڑی خوبصورت تعبیر پیش کی ہے۔

إذا کان شکری نعمۃ اللہ نعمۃ علیٰ له فی مثلها یجب الشکر

فکیف بلوغ الشکر إلا بفضله وإن طالت الأيام واتصل العمر

یعنی اگر اللہ کی کسی نعمت پر میرا شکر کرنا مجھ پر نعمت ہے تو اس نعمت پر پھر شکر کرنا

ضروری ہے۔ پس شکر، اس کے فضل کے بغیر پورا پورا کیسے ادا ہو سکتا ہے، اگرچہ

دن طویل ہو جائیں اور عمر پوری ہو جائے۔ (۱)

ابو عمرو شیبانی فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کوہ طور کے قیام کے دوران فرمایا کہ اے پروردگار! اگر میں نماز پڑھوں تو وہ بھی تیری جانب سے ہوگی۔ اگر میں صدقہ کروں تو وہ بھی تیری ہی طرف سے ہوگا اور اگر میں تیرا پیغام پہنچاؤں تو وہ بھی تیری ہی

(۱) یہ تیسری صدی کے نامور شاعر محمود الوراق کے اشعار ہیں جو زہد و رقائق کے اشعار کہنے کے لیے مشہور تھے۔ کتاب الشکر، ابن ابی الدنیا: ۱۰۴..... زہر الآداب: ۸۹۱..... فضیلة الشکر خرائطی: ۴۷۔

جانب سے ہوگا تو پھر آخر میں تیرا شکر کیسے ادا کروں؟ ارشادِ ربانی ہوا کہ اے موسیٰ! اب (اتنا کہہ کے) تو نے میرا شکر ادا کر دیا۔

رمضان کے روزوں کی توفیق کی نعمت کے مقابلے میں رمضان کے بعد گناہوں کا ارتکاب کرنا یہ ایسا فعل ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی نعمت کے بدل میں ناشکری کر رہا ہے، پس جس شخص کا رمضان کے روزے رکھنے کے بعد ارادہ یہ ہے کہ رمضان پورا ہونے پر دوبارہ گناہوں کی طرف لوٹے گا، تو اس کے روزے مردود ہیں اور رحمت کا دروازہ اس پر بند ہے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے دل میں خیال یہ ہے کہ جب رمضان کے بعد افطار کے دن آئیں گے تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرے گا تو ایسا شخص بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ لیکن جو شخص رمضان کے روزے رکھتے ہوئے دل میں یہ ارادہ رکھتا ہے کہ رمضان کے بعد اپنے رب کی نافرمانی میں لگ جائے گا تو پھر اس کے روزے بھی قبول نہیں کیے جائیں گے!۔

پانچواں فائدہ یہ ہے کہ وہ اعمال جن کو کرنے سے بندے نے اپنے رب کا قرب حاصل کیا تھا، وہ اعمال رمضان کے پورا ہونے پر ختم نہیں ہو جاتے بلکہ جب تک بندہ زندہ ہے وہ اعمال بھی باقی رہتے ہیں اور یہی اس حدیث کا معنی ہے جو پہلے گزر چکی کہ رمضان کے بعد روزہ رکھنے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ پلٹ کر دوبارہ حملہ کرنے والا۔

یعنی ایسا آدمی جو قتال سے پیچھے ہٹ گیا تھا؛ لیکن پھر دوبارہ لڑنے کے لیے لوٹ آیا؛ اس لیے کہ بہت سے لوگ رمضان کے پورا ہونے پر خوشی منانے لگتے ہیں؛ کیوں کہ رمضان ان پر بوجھ بنا ہوا تھا، اور انھیں کافی بھاری محسوس ہو رہا تھا۔

چنانچہ جس شخص کا یہ حال ہو وہ ایک دم روزے رکھنا پسند نہیں کرتا؛ لیکن جو شخص عید الفطر کے بعد دوبارہ روزے رکھنا شروع کر رہا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو روزوں میں رغبت ہے، نیز یہ کہ رمضان کے روزوں نے نہ تو اس کو تھکا یا، نہ اس کو بھاری

محسوس ہوئے اور نہ ہی اس کو رمضان کے روزے ناپسند تھے۔

دائمی اعمال کی محبوبیت: سنن ترمذی کی ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو اعمال میں پسندیدہ عمل حال مرتحل ہے۔ اس کی تفسیر صاحب قرآن کی زبان سے یوں کی گئی ہے کہ کوئی شخص قرآن شروع کرتا ہے اور آخر تک پڑھتا چلا جاتا ہے، پھر ختم کر کے دوبارہ شروع کر دیتا ہے۔ (سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۲۹۲۷..... سنن دارمی: ۴۳۱۲)

اس طرح عید الفطر کے بعد جلدی سے دوبارہ روزہ رکھنے والا گویا قاری قرآن کے مشابہ ہو جاتا ہے کہ وہ بھی جب اپنی قراءت سے فارغ ہوتا ہے تو دوبارہ قراءت کی طرف لوٹ آتا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت بشر حافی سے کہا گیا کہ کچھ لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ صرف ماہ رمضان میں خوب عبادت و مجاہدہ کرتے ہیں (اور رمضان کے بعد بالکل ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں)۔ تو آپ نے فرمایا: یہ لوگ بہت ہی برے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حق صرف رمضان میں ہی پہچانتے ہیں۔ نیک بندہ تو وہ ہے کہ جو عبادت و مجاہدہ پورا سال کرتا رہے۔

شیخ شبلی سے پوچھا گیا کہ رجب اور شعبان میں کون سا مہینہ افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ربانی ہو جاؤ، شعبانی نہ بنو، پھر یہ شعر پڑھا۔

كنت في حرب الهوى متجردا

فكل أرض تغر لي و طرسوس

یعنی جب تو خواہشات کے ساتھ جنگ میں مشغول ہے، تو ہرزین میرے لیے دشمن کی سرحد اور لڑائی کی جگہ ہے۔

اعمال دائمی اور اسوۂ نبوی: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی دن کو عبادت کے لیے مخصوص کیا تھا؟ تو آپ نے جواب دیا: نہیں بلکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال دائمی ہوا کرتے تھے۔ نیز فرمایا کہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نماز ادا نہیں فرماتے تھے۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ان اوراد کو جو رمضان میں رہ جاتے، شوال میں پورا کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک سال رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف رہ گیا تھا، تو آپ نے اس کو شوال کے پہلے عشرے میں پورا فرمایا۔

ایک آدمی سے آپ نے پوچھا: کیا تو نے شعبان کے آخری دن کا روزہ رکھا؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے اسے حکم دیا کہ جب رمضان کے روزے ختم ہو جائیں، تو عید الفطر کے بعد اس کے بدلے میں روزہ رکھ لینا۔ مطلب یہ ہے کہ شعبان میں جو عمل پورا ہونے سے رہ جائے اس کو شوال میں پورا کر لینا چاہیے۔

شوال میں قضا اور نفل روزے کیسے رکھے؟ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر والوں کو حکم دیتی تھیں کہ جس کے ذمے رمضان کے روزوں کی قضا ہے، وہ اس کو عید الفطر کے اگلے دن پوری کر لے؛ لہذا جو شخص رمضان کے قضا روزے رکھنا چاہیے تو وہ شوال کی دوسری تاریخ سے قضا روزہ رکھنا شروع کر دے۔ یوں وہ اپنی ذمہ داری سے جلد فارغ ہو جائے گا اور ان قضا روزوں کو شوال کے چھ روزوں سے پہلے رکھنا زیادہ مناسب ہے۔

چنانچہ علما کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ جس کے ذمے رمضان کے فرض روزوں کی قضا ہو تو کیا اس کے لیے یہ بات جائز ہے کہ ان سے پہلے نفل روزے رکھ لے یا نہیں۔ پس ان علما کے قول پر جو رمضان کے روزوں کی قضا سے پہلے نفل روزوں کو جائز قرار دیتے ہیں، شوال کے چھ دنوں کے روزے رکھنے سے مقصود حاصل نہیں ہوتا؛ کیوں کہ شوال کے روزے تو ایسے آدمی کے لیے ہیں جو رمضان کے روزے پورے کر چکا ہو، اور پھر ان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھ رہا ہو۔

ظاہر ہے جس پر رمضان کے قضا روزے ہوں اور ابھی رمضان کے روزے مکمل نہ ہوئے ہوں اس کے باوجود کہ وہ شوال کے چھ نفلی روزے رکھنے میں لگ جائے تو اس کو وہ ثواب حاصل نہیں ہوگا جو اس شخص کو حاصل ہوتا ہے کہ جو رمضان کے پورے روزے رکھ کر پھر ان سے شوال کے چھ نفلی روزے ملاتا ہے کہ پہلے شخص نے تو ابھی رمضان کی گنتی پوری ہی نہیں کی!۔

اسی طرح وہ آدمی بھی ہے جس نے رمضان کا روزہ کسی عذر سے نہیں رکھا تھا تو وہ بھی بغیر اشکال کے شوال کے چھ روزے رکھ کر پورے سال کے روزوں کا ثواب حاصل نہیں کر سکتا۔

جس شخص نے شوال میں رمضان کے قضا روزے رکھنا شروع کیے، پھر ان قضا روزے رکھنے کے بعد اس کا ارادہ یہ ہے کہ شوال کے چھ روزے رکھے گا تو یہ اچھی بات ہے؛ کیوں کہ اس طرح وہ ان لوگوں میں شامل ہو جائے گا جو رمضان کے روزے پورے کرنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھتے ہیں۔

یہ خصلت اس شخص کو حاصل نہیں ہوگی جو رمضان کے قضا روزوں میں شوال کے چھ روزوں کی نیت کر لے؛ کیوں کہ بہر حال شوال کے چھ روزے تو رمضان کی گنتی پورا کرنے کے بعد ہی ہوا کرتے ہیں۔

[اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب کریم ہمیں رمضان کے انوار و برکات سے مالا مال فرمائے، اور رمضان کی رنگ کو سا لہا سال ہمارے اوپر چڑھائے رکھے۔ نیز شوال کے چھ روزوں کے فیوض و اکرام سے ہمیں شاد کام کرے۔ اپنی طاعت و بندگی کے کاموں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا حوصلہ مرحمت فرمائے۔ اور امت مسلمہ کو کتاب و سنت کی تعلیمات و ہدایات کو حرز جاں بنانے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ واتم التسلیم]

چریا کوٹی عنی عنہ